نظرات

اجودھیا کی بابری مسجد کے تنازعہ کو حل کرنے کی خاطر، مرکزی حکومت پر زور دینے کے لئے مسلم مجلس مشاورت کی مرکزی بابری مسجد ایکشن کمیٹی نے ۲۶ر جنوری کے یوم جمہوریہ میں مسلمانوں کو شرکت نہ کرنے کی جو ہدایت دی تھی، وہ خود مسلمانوں کی طرف سے اس اقدام کی مخالفت کی وجہ سے غیر مؤثر ثابت ہوئی، جہاں تک مسلمانوں کو ہدایت جاری کرنے اور حکم دینے کا سوال تھا وہ بجائے خود ان معنوں میں غلط تھا کہ اس ہدایت اور حکم کو جاری کرنے سے پہلے خود بابری ایکشن کمیٹی نے مسلمانوں پر اپنے اثرات کا یا تو جائزہ نہ لینے کی غلطی کی تھی، یا پھر وہ اس معاملہ میں غلط فہمی اور غلط اندازوں کا شکار ہو گئی تھی۔ اس غلط فہمی بلکہ کہنا چاہیئے کہ ضرورت سے زیادہ خوش فہمی کا نتیجہ یہ نکلا کہ یوم جمہوریہ میں شرکت نہ کرنے کا نعرہ دینے والے وہ رہنما جن کا تعلق قومی اور ملی جماعتوں سے تھا، سخت آزمائشوں کا شکار ہو گئے اور انھیں اپنی پارٹیوں کے اندر شدید مخالفت اور ناگواری کے جذبات سے دوچار ہونا پڑا۔

اس طرح کے لوگوں میں سید شہاب الدین ایم پی ہیں، جن کے خلاف ان کی جنتا پارٹی میں، جس کے وہ ابھی گذشتہ دنوں تک جنرل سکریٹری تھے اور جنھوں نے مرکزی بابری ایکشن کمیٹی کے کنوینر کی حیثیت سے، مبینہ طور پر سب سے اہم کردار یوم جمہوریہ میں مسلمانوں کو شرکت نہ کرنے

کے مشورے کے سلسلہ میں ادا کیا تھا، جنتا پارٹی کے اندر ہدف ملامت بنائے گئے، یہاں تک کہ خود جنتا پارٹی کے صدر چندر شیکھر نے یوم جمہوریہ کی قومی تقریب سے مسلمانوں کو علیٰحدہ رہنے کے مشورہ کو عاقبت نااندیشانہ قرار دیا، اور اسے زور زبردستی کا جواب زور زبردستی کے ذریعہ دینے کے ایک ایسے اقدام سے تعبیر کیا، جو صورت حال کو مزید بدتر بنانے کے سوا، کوئی نتیجہ پیدا نہیں کرسکتا، انھوں نے جنتا پارٹی کے صدر کی حیثیت سے سید شہاب الدین سے ہی نہیں پوری مرکزی بابری مسجد ایکشن کمیٹی سے اپیل کی کہ وہ اس تجویز کو واپس لے کیونکہ اس کی وجہ سے مسلمانوں کے خلاف فرقہ وارانہ محاذ اور زیادہ طاقتور ہو جائے گا۔

دوسری شخصیت آل انڈیا، انڈین یونین مسلم لیگ کے صدر ابراہیم سلیمان سیٹھ کی ہے، جن کی کیرالا مسلم لیگ، وہاں کی موجودہ کانگریس[1] متحدہ محاذ حکومت میں باقاعدہ شریک ہے، اور کرونا کرن کی زیر قیادت وزارت میں اس کے متعدد وزیر اہم عہدوں پر قابض ہیں، اس لئے مرکزی بابری مسجد ایکشن کمیٹی کی طرف سے یوم جمہوریہ میں شرکت نہ کرنے کی شکایت قدرتی طور پر ناقابل عمل تھی، اور وہ اس ہدایت کی تعمیل وزارتوں سے مستعفی ہوئے بغیر نہ کرسکتے تھے، اس لئے انھوں نے کھلم کھلا اس تجویز کی مخالفت کی، اور اس مخالفت کی وجہ سے انڈین یونین مسلم لیگ میں بغاوت جیسی کیفیت پیدا ہوگئی۔ اس سلسلے میں ابراہیم سلیمان سیٹھ کی مشکل یہ تھی کہ مرکزی بابری مسجد ایکشن کمیٹی کے اس جلسہ کی صدارت انھوں نے ہی کی تھی جس نے مسلمانوں کو یوم جمہوریہ میں شرکت نہ کرنے کی ہدایت جاری کی تھی۔ اور اسی لئے اب وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ مسلم لیگ کے کرالا یونٹ کے ساتھ کچھ اختلافات ضرور ہیں لیکن انھیں آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی میں حل کر لیا جائے گا۔

جہاں تک قومی سطح پر مسلمانوں کے لئے یوم جمہوریہ میں شرکت نہ کرنے کی اپیل کا سوال ہے تو انگریزی اور ہندی اخباروں نے اسے یوم جمہوریہ کے بائیکاٹ کا نام دے کر بابری مسجد ایکشن کمیٹی اور سید شہاب الدین کے خلاف نکتہ چینی اور مذمت کا ایک طوفان اٹھا دیا۔ اور بائیکاٹ کا یہ شور

اس حد تک بڑھا کہ قومی تقریب کی توہین کرنے کے جرم میں سید شہاب الدین کو، جنتا پارٹی سے نکالنے کے مطالبے چاروں طرف سے شروع ہوگئے اور اس سلسلے میں وزیراعظم راجیو گاندھی تک کا یہ تاثر اخبارات میں آگیا کہ کوئی محب الوطن، یوم جمہوریہ کا بائیکاٹ نہیں کرسکتا۔ بھارتیہ جنتا پارٹی نے اس سلسلے میں ایک ڈرامائی اقدام اس وقت کیا کہ اس نے مولانا امداد صابری کو جو کارپوریشن میں اس کے ٹکٹ پر منتخب ہوئے تھے، بھارتیہ جنتا پارٹی سے اس جرم میں نکال پھینکنے کا اعلان کر دیا کہ انھوں نے بابری مسجد ایکشن کمیٹی کے اس جلسہ میں شرکت کی تھی جس نے یوم جمہوریہ میں شرکت نہ کرنے کا مشورہ مسلمانوں کو دیا تھا، حالانکہ مولانا امداد صابری اس واقعہ سے ایک ڈیڑھ ماہ پہلے بھارتیہ جنتا پارٹی سے مستعفی ہوچکے تھے۔ بھارتیہ جنتا پارٹی کے علاوہ خود جنتا پارٹی کے اندر، سید شہاب الدین کے خلاف غم وغصہ کی ایسی کیفیت پیدا ہوگئی کہ اس کے ممتاز لیڈروں پر مشتمل ڈنڈوتے سمیت کتنے ہی لیڈروں نے، جن میں جنتا پارٹی کی ورکنگ کمیٹی کے ممبر شری کانت اور اس کے ایک سے زیادہ جنرل سکریٹری بھی شامل تھے، سید شہاب الدین پر جنتا پارٹی کی قومی پالیسیوں سے انحراف اور خلاف ورزی کا الزام لگایا۔ اور انھیں پارٹی سے نکالنے کا مطالبہ کیا۔ اس تمام شور وشغب کا نتیجہ یہ نکلا کہ بابری مسجد ایکشن کمیٹی کو یوم جمہوریہ کی تقریب میں مسلمانوں کو شرکت نہ کرنے کی اپنی تجویز کی وضاحت کرنے کے لئے ایک اور اجلاس طلب کرنا پڑا۔ اور ۲۲ر دسمبر کے فیصلوں پر ۱۱ر جنوری کے جلسے میں نظرثانی کے بعد اس نے جو وضاحتی بیان جاری کیا، اس کی بدولت نہ صرف بائیکاٹ کا پہلا تاثر ختم ہوگیا بلکہ ان محدود مسلم حلقوں کا بھی اضطراب ختم ہوگیا جو ۲۲ر دسمبر کی میٹنگ کے بعد یوم جمہوریہ کی تقریبات کے سلسلے میں اپنا رویہ طے کرنے کے سلسلے میں پیدا ہوگیا تھا۔

بابری مسجد ایکشن کمیٹی کی ۱۱ر جنوری کی وضاحتی تجویز میں کہا گیا کہ اس دن، مسلمان نہ کسی کو تقریب میں شرکت سے روکیں گے، نہ کالے جھنڈوں کی نمائش کریں گے نہ ہی وہ کالی پٹیاں

باندھیں گے۔ اس کے علاوہ سرکاری ملازم، حکومت کے وزیر اور دوسری سیاسی پارٹیوں کے ممبر بھی اس شرکت نہ کرنے کی اس اپیل سے مستثنیٰ رہیں گے۔ اس وضاحتی بیان کے بعد ظاہر ہے کہ شرکت نہ کرنے کی ۲۲ر دسمبر کی اپیل غیر موثر اور بے معنی ہو کر رہ گئی اور اس کا کوئی مثبت اثر مسلمانوں پر باقی نہیں رہا۔

یہ ایک مثال ہے، جس سے موجودہ مسلم قیادت کی عجلت پسندی اور غلط اندیشی پورے طور پر واضح ہو جاتی ہے، اور جس سے اس بات میں کوئی شبہ نہیں رہتا کہ وہ ہوش کے بجائے جوش اور تدبر کے بجائے جذبات سے مغلوب ہونے کی اس درجہ عادی ہو چکی ہے کہ اس کے وہ لوگ بھی جو سیاسی میدان اور قومی سیاست کا طویل تجربہ رکھتے ہیں، جوش و جذبات سے مجبور ہو کر ایسے فیصلے کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں، جن پر قائم رہنا خود ان کے لئے دشوار اور مشکل ہو جاتا ہے، لیکن اس طرز عمل کا جو افسوسناک نتیجہ نکلتا ہے وہ یہ ہے کہ ایک طرف قومی سیاست پر مسلمانوں کا وزن، کم ہوتا ہے دوسری طرف مسلمانوں کے اندر اپنی بے سر و سامانی اور موثر قیادت سے محرومی کا احساس شدید ہو جاتا ہے۔ جب ہم اس حقیقت کی طرف نظر ڈالتے ہیں کہ ۲۶ر جنوری کے یوم جمہوریہ کا بائیکاٹ کرنے والوں میں صرف بابری مسجد ایکشن کمیٹی کے ہی لوگ نہیں تھے، بلکہ پنجاب میں بابا جوگندر سنگھ کا اکالی دل اور بہار کی جھارکھنڈ پارٹی بھی تھی، اور ان دونوں نے یوم جمہوریہ کی تقریبات میں، بابری مسجد ایکشن کمیٹی کی طرح شرکت نہ کرنے کے مشروط اعلانات پر ہی اکتفا نہیں کی بلکہ اس قومی تقریب کے مکمل بائیکاٹ کا کھلم کھلا اعلان کیا، اور عوام کے نام اپیلیں جاری کیں کہ وہ ان تقریبات میں ہرگز شریک نہ ہوں لیکن ان کے کھلے اعلانات اور مکمل بائیکاٹ کی اپیلوں نے نہ تو قومی صحافت و سیاست کے سمندر میں کوئی

مدوجزر پیدا کیا نہ شور وشغب اور غیظ وغضب کے عالم میں ان پارٹیوں کے پروگرام کو بابری مسجد ایکشن کمیٹی کے پروگرام کی طرح قوم دشمن پروگرام ٹھہرایا گیا، تو اس متضاد رویہ کا سبب اس کے سوا دوسرا نظر نہیں آتا کہ مسلمانوں کی اجتماعی کمزوری اور ان کے درمیان کسی غیر مؤثر قیادت کی عدم موجودگی ہے اور اسی خیال سے وہ ڈرائے دھمکائے جاتے ہیں کہ کہیں کسی ایشوع پر ان کے اندر نظم واتحاد پیدا نہ ہوجائے۔

جہاں تک مسلمانوں کی طرف سے ۲۶ر جنوری کی تقریبات میں شرکت نہ کرنے کا سوال ہے تو ہم اس تجویز سے کسی طرح متفق نہیں ہوسکتے، اور اس طرح کا نعرہ دینے والوں کو اس صورت حال سے بے خبر اور ناواقف سمجھتے ہیں کہ دن گذرنے کے ساتھ ساتھ ۲۶ر جنوری اور یوم جمہوریہ کی تقریبات اتنی پھیکی اور عوامی دلچسپی سے اتنی خالی ہوچکی ہیں کہ ایک راجدھانی دہلی کے سوا، کسی جگہ ان تقریبات کی دلکشی باقی نہیں ہے اور دہلی کے اجتماع میں بھی ہندستان کی ریاستوں کے اجتماعی ثقافتی مظاہروں، فوج اور پولیس کے بینڈ ٹس اور کرتب، صدر جمہوریہ کی بذات خود شرکت، اور اس تقریب کے ایک مرکزی میلے کی تصویر کے سبب دلکشی اور ایک خاص طرح کا دبدبہ پیدا ہوجاتا ہے، ورنہ جہاں تک ریاستوں اور ان کے لاتعداد شہروں اور قصبات کا سوال ہے، گنے چنے لوگ ہی پربھات پھیریوں اور جھنڈا لہرانے کی رسموں میں شریک ہوتے ہیں، جوں جوں قومی شعور کم ہوتا گیا، ان کی تعداد گھٹتی چلی گئی اور بدستور گھٹتی جاتی ہے، یہاں تک کہ اب یوم جمہوریہ کی تقریبات ایسے فنکشنوں میں تبدیل ہوگئی ہیں، جن میں اعلیٰ سرکاری افسروں، وزیروں اور ممتاز سیاستدانوں کے علاوہ کوئی شریک

نہیں ہوتا، اور ہندو مسلمان سبھی ان تقریبات سے بے نیازی اور بے تعلقی برتنے کے اتنے عادی ہو گئے ہیں کہ انھیں درحقیقت احساس بھی نہیں ہوتا کہ یہ قومی تہوار کب آیا اور کب گذر گیا۔ اس طرح کی صورت حال میں بابری مسجد ایکشن کمیٹی کی طرف سے مسلمانوں کو یوم جمہوریہ کی تقریب میں شریک نہ ہونے کی ہدایت ایک بے محل اقدام تھا اور اس کا یہ الٹا نتیجہ ناگزیر تھا کہ مختلف قومی تنظیموں اور حکومت کے مختلف شعبوں کے وہ چھوٹے مسلمان کارکن اور ملازم جو مدت سے ان تقریبات میں شرکت چھوڑ چکے تھے، وہ بھی نگرانی کے خوف اور مشکلوں کے خطرے کے تحت ان تقریبات میں شرکت پر مجبور ہو جائیں اور اس طرح عدم شرکت کی یہ اپیل مختلف سرکاری، سیاسی اور نیم سرکاری شعبوں سے متعلق مسلمانوں کی اس تقریب میں شرکت اور اس کی رونق بڑھانے کا سبب ثابت ہو۔ عدم شرکت کے نعرے سے پہلے تو کچھ بھی نہ تھا لیکن اس نعرے کے بعد یہ صورت پیدا ہوئی کہ مسلمان تو اپنی حاضری ثابت کرنے کے لئے شریک ہوئے اور غیر مسلم یہ دیکھنے کے لئے ان تقریبات میں آئے کہ کتنے مسلمان ان میں شرکت کرتے ہیں اور شریک بھی ہوتے ہیں یا نہیں؟ یہ ساری وہ باتیں ہیں جن پر پہلے سے غور لازمی تھا، لیکن کسی نے اس پر غور کرنے کی زحمت برداشت نہیں کی، اس طرح بابری مسجد ایکشن کمیٹی کا، یوم جمہوریہ کی تقریبات میں شرکت نہ کرنے کا پروگرام جو ویسے بھی غلط اور نامناسب تھا نہ صرف ناکام ثابت ہوا بلکہ الٹا جگ ہنسائی کا سبب بن گیا

"برہان" کے مفکر ملت مفتی عتیق الرحمان عثمانی نمبر کی تیاریاں جاری ہیں،